Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ | ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار | Regd. L No. 2595

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ایک روپیہ آٹھ آنے
" ششماہی " " چودہ آنے
" سالانہ سرپرستوں سے عہ
" " امراء " مہ
" " غیر ممالک سے
آٹھ شلنگ

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۳ کو شائع ہوتا ہے

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔

۲۔ غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا

۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا

جلد ۲۶ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۷ء مطابق ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۵۵ھ | نمبر ۱۳

اب تو کوئی گلہ نہ ہونا چاہئے

گذشتہ دنوں مجھے چند دوستوں نے یہ لکھا کہ اخبار نور جو کسی وقت غیر مذاہب میں تبلیغ کا زبردست آرگن تھا۔ اب یہ دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ کہ بعض دفعہ ادویہ کے اشتہار کا ذریعہ بن رہا ہے۔ بے شک ایک حد تک یہ بات صحیح ہے مگر اسکی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ قوم پر ہے۔ جنے ایسے بلنظر تبلیغی حربہ کی جانب سے کافی حد تک آنکھیں پھیر لیں حالانکہ نور کے تبلیغی مضامین اور اسکے عملی کارناموں کے اور تو اور دشمن بھی معترف ہیں۔ میں یہ بات کسی بڑائی کیلئے نہیں بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ آریوں کے متعلق عموماً اور سکھوں کے متعلق خصوصاً جو نور نے تبلیغی مٹیریل مہیا کیا ہے اس سے بڑھکر نور کو خوشی ہوگی۔ اگر کوئی یہ ثابت کردے کہ کسی نے اس مٹیریل پر اضافہ کیا ہو خیر گذشتہ را صلوات کہتے ہوئے اب میں ناظرین کو ایک اور موقعہ دیتا ہوں وہ یہ کہ میں اب بطور آزمائش قریباً چار ماہ تک اپنے اخبار میں ادویہ کا کوئی غیر معمولی یا دو صفحہ سے زیادہ اشتہار نہیں دونگا اور حجم ۱۶ صفحوں سے کم نہ ہوگا۔ اور ان چار ماہ میں نور کی قیمت بھی بجائے تین روپیہ کے ایک روپیہ آٹھ آنے سالانہ کرتا ہوں اور پھر خریداروں کو ان کتابوں سے ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں جنکا اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۱۶ پر درج ہے۔ مفت دیجائینگی گویا اخبار دوستوں کو مفت ملیگا۔

اگر اس چار ماہ کے عرصہ میں نور کے ایک ہزار خریدار ہو گئے۔ تو میں یہ وعدہ کرتا ہوں۔ کہ آئندہ اسے اشتہار کا ذریعہ نہیں بنایا جائیگا۔ اور نور کی قیمت بھی ہمیشہ کے لئے ایک روپیہ آٹھ آنہ ہی رہیگی۔ اور اس کے ساتھ ایک روپیہ آٹھ آنہ کی کتابیں بھی مفت ملا کریں گی۔ اب دوستوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس چار ماہ میں نور کی اشاعت کو ایک ہزار تک پہنچا دیں۔ اور جو سہولتیں دی گئی ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر وہ ذرا بھی ہمت سے کام لیں تو چار ماہ میں کیا ایک ماہ میں ہی نور کی خریداری ایک ہزار تک پہنچ سکتی ہے اگر اب بھی دوستوں نے نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کی تو سیع اشاعت اور اعانت سے گریز کیا تو پھر کم از کم ایڈیٹر نور بری الذمہ ہوگا۔

دوستوں کے جواب باصواب کا منتظر

ایڈیٹر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہندو لیڈروں کا اعتراف

ہندوؤں کی طرف سے عموماً اور ہندوؤں کے فرقہ آریہ کی طرف سے خصوصاً نہایت شد و مد سے یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ "اسلام بزور شمشیر پھیلا"۔ مگر جب واقعات کی کسوٹی پر ہم اس الزام کو پرکھتے ہیں تو یہ صریح بہتان ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ تو ہو سکتا ہے غیروں کی نظر میں اس کی چنداں وقعت نہ ہو۔ مگر جب واقعات اور پھر اس کے ساتھ غیروں کی زبانیں بھی اس امر کا اعتراف کریں کہ اسلام بزور شمشیر نہیں بلکہ اپنی سلامت روی اور برکات کے ذریعہ پھیلا۔ تو پھر اس صورت میں ایک متعصب شخص کو بھی اس کا اعتراف کرنا ہی پڑے گا۔

۲۳ فروری کے "پرتاپ" میں ایک صاحب مسٹر جے۔ ایم بنیرجی کا ایک مضمون بعنوان "ہندو دھرم مردہ ہے" شائع ہوا ہے اس میں یہ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ "ساٹھ سال پہلے بنگال میں ہندوؤں کی آبادی مسلمانوں کی آبادی سے بہت زیادہ تھی۔ مگر آج ہندو لوگ بنگال کی کل آبادی کا بیالیس ۴۲ فیصدی ہیں"۔

اب سوال یہ ہے کہ اس ساٹھ سال کے عرصہ میں بنگال پر کونسا جابر اور قاہر مسلمان بادشاہ چڑھ کر آیا۔ جس نے ہندوؤں کو تلوار کے زور سے اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کیا۔ ماننا پڑے گا کہ اس عرصہ میں نہ صرف یہی کہ کوئی مسلمان بادشاہ بنگال میں وارد نہیں ہوا۔ بلکہ یہ ساٹھ سال کا زمانہ وہ زمانہ ہے۔ جبکہ کیا ثروت کے لحاظ سے کیا تمدن کے لحاظ سے اور کیا معاشرت اور کیا مجلسی نقطۂ خیال سے مسلمانوں کی حالت دگرگوں ہے۔ اس انحطاط کے زمانہ میں بنگال میں بغیر کسی تبلیغی جد جہد کے اسلام کا اسقدر ترقی کر جانا یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اسلام ہمیشہ ہی اپنی سلامت روی اپنے فیوض اور اپنے برکات اور اپنی ہمدردی کی وجہ سے پھیلا اور پھیل رہا ہے۔ یہی صاحب اسی مضمون میں آگے جا کر دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

"اگر ہم سارے ہندوستان کی آبادی کے اعداد و شمار پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ جہاں پچاس برس پیشتر ہندو ہندوستان کی کل آبادی کا ۷۵ حصہ تھے۔ وہاں آجکل صرف ۷۲ حصہ رہ گئے ہیں"۔ اب مقام غور ہے کہ اس پچاس سال کے عرصہ میں ہندو بلحاظ ثروت بلحاظ تمدن ترقی کی شاہراہ پر قدم زن رہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کا معاملہ اس سے مختلف رہا ہے۔ مگر باوجود اس حالت کے پھر ہندوؤں کا دن بدن کم ہوتے جانا اور مسلمانوں کا دن بدن باوجود انحطاط اور پھر بغیر کسی تبلیغی سعی کے ترقی کرتے جانا اس میں ضرور کوئی بات ہے۔ اور وہ بات یہی ہے کہ اسلام بہترین رنگ میں مخلوق کا ہمدرد واقع ہوا ہے اسلام ہی ایک وہ مذہب ہے۔ جو انسان کو انسانیت کا درجہ دیتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں کوئی شودر نہیں اور کوئی برہمن نہیں سب بھائی بھائی ہیں۔ جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا اعتراف کیا وہ عرف عام میں مسلمان کہلائیگا۔ اور اسلامی شریعت میں اس کے حقوق وہی ہوں گے جو ایک قدیمی مسلمان کے ہیں۔ اور پھر اسلام میں وہی معزز ہے۔ جو نیکیوں میں زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ مصداق نہیں خواہ وہ کوئی ہو۔ اسلام کی تعلیم ہے اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی وہی معزز ہے جو پرہیزگاری میں بڑھا ہوا ہو۔ یہ نہیں اکرمکم عند اللہ سیدکم یا اکرمکم عند اللہ برھمنکم۔ اسی طرح اسلام غیر معمولی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو لوگوں کے لئے غیر معمولی کشش کا موجب ہیں۔

یہ کہنا بہت آسان ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ شروع میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پیغام مخلوق کو دیا تو اسوقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے اور بالکل بے یار و مددگار تھے۔ اس وقت کس خاردار شمشیر نے اکھڑ۔ اُجڈ اور وحشی عربوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھکا دیا۔ وہ عرب جو ہندوؤں سے بڑھ کر جمود پسند تھے۔ وہ عرب جو خواب میں بھی کسی کی برتری کو گوارا نہ کر سکتے تھے۔ وہ عرب جو اسوقت نیکی سے اتنے ہی دور تھے جتنا کہ زمین سے آسمان۔ وہ عرب قتل و غارت جن کا معمولی شغل تھا۔ ایسی حالت میں بظاہر ایک بے زر اور بے پر شخص کا کھڑا ہو کر اسلام کا پیغام دینا جبکہ عربوں کے روزمرہ کے مشاغل اسے ایک منٹ کے لئے بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھے اسے کس چیز نے عربوں کو تسلیم کرنے کے لئے مجبور کیا؟ اگر میں یہ کہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے۔ تو عین مناسب ہوگا مگر متعصب طبائع جو بسا اوقات ایک معقول بات کو بھی ماننے سے گریز کرتی ہیں۔ ان کے لئے اس سے بھی زیادہ کی ضرورت ہے۔ لہذا اس کے لئے میں ایک آریوں کے لیڈر کی ہی گواہی پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ پنڈت رام دیو صاحب گورنر گورو کل کانگڑی و پریزیڈنٹ آریہ پرتھی ندھی سبھا پنجاب نے نومبر ۱۹۲۱ء میں لالہ راجپت رائے آبخہانی کی زیر صدارت ایک لیکچر دیا۔ جس کا کچھ اقتباس ۱۰ نومبر ۱۹۲۱ء کے پرکاش سے لیکر یہاں درج کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"چھٹی صدی میں عرب کی اخلاقی حالت بہت خراب تھی کوئی باشندہ عرب مرجاتا تھا تو اپنی عورتیں بطور ورثہ چھوڑ جاتا تھا۔ جن کے ساتھ بعد میں اس کا بیٹا سوائے اس عورت کے جس کے پیٹ سے وہ پیدا شدہ ہو باقی سب عورتوں کو اپنی بیویاں بنا لیتا تھا۔ عرب قوم میں اتفاق کا نام و نشان تک نہ تھا۔ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹا کرتے تھے خیال تھا کہ یہ قوم کبھی اٹھ نہیں سکتی۔ لیکن دنیا کی تاریخ میں یہ ایک معجزہ ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس قوم میں ایک جان ڈالدی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انھیں سکھایا کہ بت پرستی چھوڑ دو اور ایک خدا کی پوجا کرو۔ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے صرف تیس ۳۰ معاون تھے۔ ان کی جاتی (قوم) قریش ان کی سخت دشمن تھی یہاں تک کہ انھیں مکہ سے مدینہ جانا پڑا۔ لیکن مدینہ میں بیٹھے ہوئے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں جادو کی بجلی بھر دی وہ بجلی انسانوں کو دیوتا بنا دیتی ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بجلی راجوں مہاراجوں میں نہیں بھری۔ بلکہ عام لوگوں میں۔ یہ غلط ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو مجھے کوئی پھیلا کر تو دکھلائے۔ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اہل عرب میں کس قسم کا وشواش (یقین) بھر دیا تھا۔ اس کی ایک مثال سنیئے۔ ایک غلام جو مسلمان ہو چکا تھا اس کا آقا دھوپ میں بٹھا کر اس کی چھاتی پر پتھر رکھ کر پوچھا کرتا تھا کہ بتا تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑے گا یا نہیں؟ لیکن غلام صاف انکار کر دیتا تھا۔ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایک شخص نے تلوار سے حملہ کیا۔ اور پوچھا کہ بتا اب تمہیں کون بچائے گا؟ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا کہ میرا خدا۔ پھر حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے وہی تلوار حملہ آور سے چھین کر اس پر حملہ کرنا چاہا۔ اور پوچھا کہ بتا اب تمہیں کون بچائے گا۔ تو وہ گڑگڑا کر کہنے لگا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہی بچائیں تو بچائیں۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اورنگ زیب عالمگیر کا روشن پہلو!

بے تعصبی کی زندہ مثال

ڈیڑہ دون گوردوارہ رائے کا گردوارہ

جس کے بلند مینار اور خوشنما گنبد پہلی نظر میں مسجد کا شبہ دلاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک عادل مسلمان شہنشاہ کا بنوایا ہوا ہے۔ ہم نے بچشم خود دیکھا وہ جو لوگ بادشاہ معظم کو تعصب سے دیکھتے اور جو چاہتے ہیں خطاب دیتے ہیں۔ وہ بادشاہ مکرم جس نے اورنگ زیب نام اور عالمگیر عرف پایا۔

گردوارے کی شاہی عمارت نہایت شاندار ہے۔ وسط میں بلند کرسی پر ایک گنبد ہے جس میں گورو کے خاص تبرکات ہیں۔

چاروں کونوں پر چھوٹی چھوٹی چار برجیاں ہیں۔ جو چلہ کشوں کے لئے عمدہ جگہ متصور ہوتی ہے۔ تہ نشین میں چار بڑے بڑے گنبد اور بھی ہیں جو ایک ایک گورو کے نام سے موسوم ہیں۔ ایک سہ دری میں فارسی نظم اس عمارت کی مختصر تاریخ سنا رہی ہے۔ اس کے بعض حروف اڑ گئے۔ قلت فرصت کے باعث ہم اس طویل نظم کو نقل نہ کر سکے۔ مگر اتنا معلوم ہوا۔ کہ گوردرام رائے نے ۱۰۹۹ھ میں انتقال کیا۔

شہنشاہ اورنگ زیب کی عطا کردہ سند والی بانسبیریا کو

بنگلی ڈسٹرکٹ لائبریری کانفرنس منعقدہ بانسبیریا میں دستی تحریرات کتب اور دیگر مسئلہ دارالکتب کی ۷ اپریل کو نمائش کی گئی۔ نمائش کی دلچسپ ترین چیز اس سند کی فوٹو شدہ تصویر تھی جو شہنشاہ اورنگ زیب نے راجہ رامیشور رائے مہاسائی والئے بانسبیریا کو ۱۰ صفر سنہ ۱۰۹۰ھ کو راجہ مہاسائی کا موروثی خطاب عطا کرتے وقت عطا کی تھی۔ یہ سند راجہ کشتیدر وپ رائے مہاسائی نے نمائش بانسبیریا میں بھیجی تھی جو آج کل اس سند کا مالک ہے۔

مندروں گرجاؤں کو جاگیریں دیں

ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جرنل (رسالہ) کے ایک نمبر میں ایک بنگالی وکیل صاحب نے شہادت دی ہے۔ کہ انہوں نے بنارس کے ایک پنڈت صاحب کے پاس ایک فرمان شاہی شہنشاہ اورنگ زیب کا دیکھا۔ کہ جس میں بنارس کے ایک مندر کے متعلق جاگیر دی گئی ہے۔ افسوس کہ اس رسالہ کا وہ نمبر راقم الحروف سے گم ہو گیا ہے۔) اور اسی طرح پر آگرہ کے رومن کتھالک پادریوں کو آگرہ کے گرجا کے متعلق مسلمان سلاطین نے جاگیریں عطا کی تھیں۔

عالمگیر اعظم پر افترا

تاریخ ملتان میں اورنگ زیب کا ذکر بھی ہے۔ اور جہاں کہیں ہے۔ تعصب کے اس ہمہ گیر مگر فرضی الزام کے ساتھ ہے جو کوتاہ بین غیر مسلم مصنفوں کا خاصہ ہے۔ چنانچہ صفحہ ۴۷ پر مذکور ہے۔ کہ۔

"اورنگ زیب ۱۷۰۷ء میں مراد بڑا ظالم سفاک اور سخت متعصب و خود غرض بادشاہ تھا۔ اس کی ان باتوں کی وجہ سے تمام زندگی سخت تفکرات میں گزری۔ ایک طرف سیواجی مرہٹہ نے دوسری طرف درگا داس راٹھور نے تیسری طرف مہارانا راج سنگھ والئے ادے پور نے خونریز لڑائیوں سے اس کو سخت پریشان بنا رکھا تھا۔ اس کے زمانہ میں سلطنت مغلیہ کو بہت ضعف پہنچا کئی صوبے آزاد اور خود مختار ہو گئے"

حالانکہ واقعات اس کے خلاف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ ایسا آدمی نہیں تھا چنانچہ اسی کتاب صفحہ ۹۶ پر مذکور ہے۔ کہ "اورنگ زیب نے مندر تو تلائی کے لئے ایک سو روپیہ سالانہ کی معافی منظور فرمائی جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ تک برابر جاری رہی۔

اسی صفحہ پر مندر رام کا ذکر ہے۔ جس کے لئے اکبر اعظم نے بہت سی زمین بطور معافی عطا کی تھی۔ اور جس کو اورنگ زیب نے بھی اپنے عہد حکومت میں برابر جاری رکھا تھا۔ کیا ایسے حقائق کے ہوتے ہوئے اسے تعصب کہنا واقعات کو جھٹلانا نہیں؟

عالمگیر کا ایک ہندو بڑھیا سے سلوک

سنہ ۱۷ جلوس کا واقع ہے۔ کہ عالمگیر نے حسن ابدال کا سفر کیا اتفاق سے باغ میں قیام کیا۔ دیوار کے نیچے ایک بوڑھیا کا مکان تھا۔ اس کی ایک پن چکی تھی۔ اور باغ کے پانی سے چلتی تھی۔ باغ بھی شاہی اور پانی بھی سرکاری تھا۔ شاہی خدام نے پانی روک دیا اور پن چکی بند ہو گئی۔

واضح رہے کہ بوڑھیا مسلمان نہیں۔ بلکہ ہندو تھی عالمگیر کو خبر ہوئی تو فوراً پانی کھلوا دیا۔ جب خاصہ پر بیٹھا تو بڑھیا یاد آئی۔ کچھ کھانے کا سامان اور پندرہ اشرفیاں شیخ ابوالخیر کو دیں کہ جا کر بوڑھیا کو دے آؤ اور میری طرف سے معذرت کرو کہ افسوس ہمارے آنے کی وجہ سے تم کو تکلیف ہوئی برائے خدا معاف کرو۔

اس پر بھی دل مطمئن نہ ہوا تو صبح پالکی بھیج کر اس بڑھیا کو بلوایا۔ اور بیگمات کے پاس حرم میں بھیجا۔ معلوم ہوا۔ کہ بوڑھیا کی دو بیٹیاں ہیں جن کا بیاہ نہیں ہوا۔ اور دو چھوٹے بچے ہیں۔ دو سو روپیہ خود عنایت کیا۔ اور بیگمات نے زر و جواہرات سے مالا مال کر دیا۔ اس پر بھی خوف خدا سے دل متردد رہا کہ خدا جانے پن چکی بند ہونے پر بوڑھیا اور اس کے بچوں کو کیا تکلیف پہنچی ہوگی۔ دو روز کے بعد پھر پالکی بھیجکر منگایا اور لڑکی کی شادی کے لئے دو ہزار روپیہ مرحمت فرمایا شہزادوں اور بیگمات نے اس کے علاوہ روپیہ و اشرفیاں کی بارش برسا دی یہاں تک کہ چند روز میں بڑھیا امیر ہو گئی پن چکی کیا بند ہوئی کہ قسمت کے دروازے کھل گئے۔

زکام ایک متعدی مرض ہے

مشہور فرانسیسی ڈاکٹر موسیو لونا بلیس دی روج کی رائے

ہم زکام کی چنداں پروا نہیں کرتے اور اسے موسم اور موسمی تبدیلیوں کی طرح ناگزیر سمجھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ کتنے لوگ ان عظیم اخراجات کا تصور کر سکتے ہیں جن کا ہمیں اس بظاہر معمولی بیماری کے باعث متحمل ہونا پڑتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ اوسطاً ہر سال میں تین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دن ہم زکام کے باعث کام نہیں کر سکتے۔ آمدنی کے نقطۂ خیال سے اس کے یہ معنی ہوئے۔ کہ ایک ملک کی کام کرنے والی آبادی کو ہر سال لاکھوں روپیہ کا نقصان اسی بیماری کی وجہ سے اٹھانا پڑتا ہے۔ ڈاکٹروں کی فیس اور دوا کا خرچ اس کے علاوہ رہا۔ زکام کی وجہ سے بچوں کی ذہنی اور جسمانی تربیت رک جاتی ہے۔ باہر کھلے میدانوں میں سیر و تفریح اور تعطیلات کے لئے خوشگوار اثرات اس سے زائل ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات اس سے گلا خراب ہو جاتا ہے۔ کان کی نالی اور ہوا کی نالی ماؤف ہو جاتی ہے۔ بلکہ نمونیا تک ہو جاتا ہے۔ اور ان میں سے بعض بیماریاں مستقل طور پر ہمارے جسم کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ زکام میں دیرینہ صورت اختیار کر لینے کا رجحان ہے جس سے ناک بند ہو جاتی ہے۔ اور رہ رہ کر کھانسی ہونے لگتی ہے۔ اور یہ شکایت محض تکلیف دہ نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے۔ خاص کر ان لوگوں کے لئے جن کے آلات تنفس اور دل کمزور ہوں۔ بوڑھوں اور بچوں کے لئے خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ زکام بہت جلد برانکو نمونیا کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جس سے شیر خوار بچے اور عمر رسیدہ اشخاص چند دنوں کے اندر مر جاتے ہیں۔

ایک مکار دشمن

ہم اس مکار دشمن کی چنداں پروا نہیں کرتے جو اپنی ظاہری صورت سے زیادہ خطرناک ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ یہ دشمن کیونکر پیدا ہوتا ہے۔ معمولی زکام جس سے سر میں یا چھاتی میں سردی محسوس ہوتی ہے۔ در اصل مختلف جراثیم کے مجموعہ کا زہریلا اثر ہے۔ یہ جراثیم اس قدر باریک ہوتے ہیں۔ کہ باریک سے باریک چھلنی میں سے گذر سکتے ہیں۔ اور خوردبین سے بھی دکھائی نہیں دیتے۔

زکام کے انسداد کے لئے ویکسین بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو کسی حد تک مشکور بھی ہوئی ہیں۔ لیکن یہ انسدادی علاج ابھی مکمل نہیں ہوا۔ لہذا ہمیں اپنی توجہ حفظ ماتقدم کی طرف مبذول رکھنی چاہیئے۔ جسم کو ڈھانپ کر رکھنا چاہیئے۔ لیکن اتنا نہیں کہ تکلیف دہ معلوم ہو۔ جوتا اس قسم کا ہو۔ کہ اس کے اندر پانی کا اثر بہ آسانی نہ کر سکے۔ سرد پانی سے ہاتھ منہ دھونے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ زیادہ گرم کمروں میں یا ایسے کمروں میں جہاں ہوا کی آمد و رفت کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو۔ آنا جانا نہیں چاہیئے۔ اور کھڑکیوں کو کھلا چھوڑ سونے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اور ناک صاف کرتے وقت پہلے صرف ایک نتھنے کو صاف کرنا چاہیئے جن بچوں یا بالغ اشخاص کا عمل تنفس درست نہ ہو یا جنہیں اکثر زکام رہتا ہو۔ انہیں ناک یا گلے کی بیماریوں کے ماہر خصوصی سے مشورہ کرنا چاہیئے۔ مناسب خوراک ضروری ہے۔ کیونکہ وٹامن کم ہو جانے سے زکام اور نزلہ بار بار ہو جاتا ہے۔ کثیر مجمع میں اور قہوہ خانوں اور سینما گھروں کی بند اور بسا اوقات آلودہ ہوا میں زیادہ دیر تک شامل ہونے بیٹھنے سے محترز رہنا ضروری ہے۔

زکام کے خلاف انسدادی تدابیر

اب سوال یہ ہے۔ کہ زکام کی حالت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے۔ کہ ہم گھر میں پڑ رہیں زکام کی حالت میں باہر پھرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ اس سے بیماری نہ صرف بڑھتی ہے۔ بلکہ دوسرے بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر زکام میں مبتلا اشخاص کو کسی طرح اپنے کمروں میں بند رہنے پر آمادہ کر لیا جائے تو ہر سال زکام کی وبا نہ پھیلے۔ خواہ آپ گھر پر ہوں یا باہر۔ بہر حال دوسروں کو بیماری میں مبتلا کرنے کے متعلق خاص احتیاط سے کام لینا ضروری ہے۔ کھانستے یا چھینکتے وقت منہ اور ناک پر رومال رکھنا چاہیئے۔ دوسروں سے باتیں کرتے وقت الگ تھلگ رہنا چاہیئے۔ بچوں کا منہ چومنے یا انہیں گھٹنوں پر اٹھانے سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر ماں کو زکام ہو تو اسے اپنے بچہ کو اٹھاتے وقت اپنے منہ اور ناک پر رومال باندھ لینا چاہیئے۔ بچوں کے ہسپتالوں میں دایہ اسی طریقے پر کار بند ہوتی ہیں جس سے بھیڑ سے کی بیماریاں متعدیہ پیمانہ پر گھٹ گئی ہیں۔

ایسے اوقات پر بچے کے چمچے سے شوربے کو چکھنے یا بچے کی دودھ پینے والی بوتل کی ربڑ کی چوچی کو منہ لگانے کی بدعادت بے حد قابل اعتراض ہے۔ جہاں تک ممکن ہو مریض کو کمرے میں اکیلے سونا چاہیئے۔ اگر علیحدہ کمرے میں ممکن نہ ہو۔ تو اسے علیحدہ بستر پر تو ضرور سونا چاہیئے اس کے ہاتھ منہ دھونے کا سامان علیحدہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کا کمرہ کافی گرم ہو۔ اور اس میں ہوا کی آمد و رفت کا بخوبی انتظام ہو۔ اسے اعتدال سے کھانا چاہیئے۔ اور گرم پانی افراط سے پینا چاہیئے۔

کھلی ہوا میں ورزش

چند دنوں کے بعد اس علاج سے سخت زکام بھی دور ہو جاتا ہے۔ اور اس کے پیچیدہ ہونے کا امکان باقی نہیں رہتا۔ جب بخار، کسل مندی۔ دردسر۔ اشتہا میں کمی اور سردی کی علامات نہ رہیں۔ تو باہر جانے میں کوئی ہرج نہیں بلکہ فی الحقیقت کھلی ہوا میں ورزش کرنی چاہیئے۔ بشرطیکہ موسم خراب نہ ہو۔ بہر حال کچھ مدت کیلئے قہوہ خانوں اور سینما گھروں اور دوسروں سے ملاقات کرنا اور رات کو زیادہ دیر تک باہر رہنے سے پرہیز کرنا عقلمندی میں داخل ہے۔ جو لوگ دفتروں اور کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ انہیں خصوصیت کے ساتھ اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کی بیماری دوسروں کو نہ لگ جائے۔ بہت لوگ اس مضمون سے یہ خیال کریں گے۔ کہ ہم نے ایک معمولی بیماری کو بہت زیادہ اہمیت دیدی ہے۔

اگر انہیں ڈاکٹروں کیطرح اس بات کا علم ہو کہ کتنے بچے اور بالغ اور معمر اشخاص زکام کیطرف سے بے پرواہ ہونے کے باعث ہر سال مر جاتے ہیں۔ یا مستقل امراض میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ تو وہ اپنی رائے کو بدل ڈالیں جو شخص اپنی اور اپنے بچوں کی صحت کا نگہبان ہونا چاہتا ہے۔ اسے معمولی سے معمولی بیماری کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

حقیقی مساوات اور اسلام

ہم بغیر کسی تمہید کے عرض کرتے ہیں کہ تمام دنیائے عالم میں صرف اور صرف اسلام ہی ایک ایسا عالمگیر حریت پسند مذہب ہے جو اس پیغام کی منادی کرتا ہے۔

(۱) یاایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (اے لوگو تم میں کوئی برہمن نہیں تم میں کوئی چھتری اور شودر نہیں) ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندانوں اور قبیلوں پر محض شناخت کے لئے تقسیم کیا لیکن حقیقتاً تم میں سے اللہ کے نزدیک باعزت اور بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ (قرآن شریف)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ انما المومنون اخوۃ ۔ تم سب کے سب (خواہ سید ہو یا مغل پٹھان ہو یا راعین، موچی ہو یا راجپوت) آپس میں بھائی بھائی ہو

؎ بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اسلامی مساوات کی ایک ڈلک

تاریخ کے طالبعلموں سے یہ واقعہ پوشیدہ نہیں کہ اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانروائے عرب و عجم ایکدفعہ عازم بیت المقدس شام ہوئے آپ کے سفر میں آپ کیساتھ ایک غلام بھی تھا۔ ان کے پاس سواری ایک ہی تھی لیکن تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ یہ غلام اور آقا باری باری اس پر سوار ہوتے تھے جس وقت آپ جائے مقصود پر پہنچے اسوقت غلام سوار تھا اور وہ فرزند اسلام جو اسوقت آقا کی حیثیت میں تھا، سواری کی نکیل پکڑے جارہا تھا۔ یہ اسلام کی ایک جھلک اور تجلی اسلامی مساوات کی بین دلیل ہے۔ یہاں آقا اور غلام میں کوئی تمیز نہ تھی بلکہ سب کے سب بھائی بھائی تھے،

؎ لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

اسلام میں بڑائی اور امیری، سرداری کا معیار کسی قومیت اور قبیلوں کو قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس عظمت اور آبرو کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے۔ جو نیکی تقویٰ اور پرہیزگاری میں فوقیت رکھتا ہو چنانچہ اس اصول کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی اور خلافت کیلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ حالانکہ آپ کے چچا اور کئی چچازاد بھائی اور داماد موجود تھے حضرت صدیق اعظم نے بھی باوجود اس کے کہ آپ کے لڑکے موجود تھے۔ لیکن وراثت خلافت کا حقدار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو قرار دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس حریت اور مساوات کی بنیاد پر ایک زمانہ میں غلاموں کی سلطنت ہندوستان میں بھی قائم رہ چکی ہے۔

اسلام میں ہر ایک کے ہاتھ پکا ہوا کھانا جائز ہے

ہندومت نے غریب اور مظلوم اچھوتوں کو اسقدر ذلیل قرار دیا ہے۔ کہ ان کے ہاں کا کھانا بھی جائز قرار نہیں دیا۔ لیکن اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ کہ غیر مذاہب کی دعوت اور غریبوں کے ہاں کا بنایا ہوا کھانا (بشرطیکہ شریعت اسلامیہ کے خلاف نہ ہو) کھانا جائز ہے۔ اس اصول کو قائم کرنے کیلئے داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہودی عورت کے گھر کا کھانا تناول فرمایا (مشکوۃ)

لیکن ادھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اچھوت تو درکنار مسلمان یا کسی اور قوم کے ساتھ ہندوؤں کی کھانے پینے کی اشیاء چھو بھی جائے تو ان کے نزدیک کھانے کے قابل نہیں رہتیں فوراً پھینک دی جاتی ہیں۔ یا مویشی وغیرہ کو ڈال دی جاتی ہے۔ ایسے بیسیوں چشم دید واقعات ہیں۔

ہندوؤں کے عبادت خانوں میں ان بے چاروں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں لیکن ادھر اسلام کی طرف دیکھئے ایک مسلمان جو عرب میں بھنگی کا کام کرتا ہے نماز کیوقت صاف کپڑے پہن کر دنیا کے ستر کروڑ (۷۰۰۰۰۰۰۰) مسلمانوں کی سب سے بڑی مسجد یعنی مکہ معظمہ میں سلطان ابن سعود کیساتھ کھڑا ہو کر نماز ادا کر سکتا ہے۔ اسلام کی ہر عبادت مساوات کا سبق سکھاتی ہے۔ نماز میں غریب امیر سید و موچی کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ سب کے سب ملکر ایک ہی مسجد میں ایک ہی صف میں خدا کے آگے سربسجود ہو جاتے ہیں

؎ بندہ و صاحب محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

حج اسلام کا ایک اعلیٰ رکن ہے۔ اس موقعہ پر بھی غریب تنگدست بھنگی کا کام کرنے والا اور سلطان ابن سعود امیر کابل۔ رضا شاہ پہلوی، نظام دولت سلطنت عثمانیہ غرضکہ کوئی بڑے سے بڑا بھی کیوں نہ ہو ایک ہی لباس میں ننگے سر میدان عرفات میں کھڑے ہوتے ہیں۔ غریب کو وہاں اپنی عزت کی پروا نہیں اور کسی امیر کو وہاں اپنی بادشاہت کا گھمنڈ نہیں۔ غرضیکہ اسلام کا ہر کام ہر فعل ہر رکن دنیا کو مساوات کا درس دیتا ہے جو کہ یقیناً کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ مسلمانوں میں ہر وہ شخص جو قابل ہو خواہ پیدائشی مسلمان ہو یا تو مسلم یہاں کوئی امتیاز نہیں باعث فخر اور قابل عزت ہے۔ مسلمان کسی کو جبراً مسلمان نہیں کرنا چاہتے۔ قرآن کریم ہمیں تعلیم دیتا ہے، لا اکراہ فی الدین ۔ کہ اسلام میں کوئی جبر نہیں۔ اگر اسلام جبراً اور بزور شمشیر پھیلا ہوتا تو آج دہلی، آگرہ، حیدرآباد وغیرہ جو کہ سلاطین اسلام کے مرکز تھے۔ وہاں ایک بھی غیر قوم کا فرد نظر نہ آتا غیر قوموں کا ان شہروں میں بکثرت آباد رہنا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ اسلام روحانی شمشیر سے پھیلا ہے دین کے لئے لوہے اور فولاد کی تلوار استعمال کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ بس میں ان مختصر الفاظ پر اکتفار کرتا ہوا۔ اور اچھوت بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ کسی مذہب کو قبول کرتے وقت اس مذہب کی تعلیم جو ان کی مقدس کتابوں میں مرقوم ہے۔ ملاحظہ فرمالیا کریں۔ ایسا کرنے سے انکشاف حقیقت ضرور ہو جائے گا۔ (ماخود)

کیا مسلمان فرقہ پرست ہیں؟

جب ہمارے برادران وطن محض اس کمزور بنیاد پر چین و جاپان سے اپنا رشتہ جوڑتے ہیں۔ کہ وہاں بدھ مذہب رائج ہے جو کبھی ہندوستان میں پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ وہ ہندو مذہب سے بالکل مختلف تھا۔ اور ہے، اور اسی بنا پر زمانہ ماضی میں اس کے خلاف ایک طوفان برپا رہا تو اگر مسلمان ان لوگوں سے اپنا رشتہ جوڑیں جو واقعی طور پر اُن کے ہم مذہب ہیں، تو اس میں کیا قباحت ہے اور وہ کیوں لائق ملامت ہیں؟

مسلمانوں کے خلاف فرقہ پرست ہونے کا شرارت آمیز پروپیگنڈا اس شدت سے کیا گیا ہے۔ کہ بہت سے ناتربیت یافتہ اور ناتجربہ کار نوجوان مسلمان بھی اس پر فریب سیاست کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور یہ سمجھنے لگے ہیں کہ واقعی مسلمان متعصب و فرقہ پرست ہیں۔ اسلئے وہ کسی اسلامی انجمن یا ادارہ کی مالی یا اخلاقی مدد کرنا پسند نہیں کرتے کیوں؟ صرف اس لئے کہ یہ انجمن یا ادارہ محض ایک جماعت کے فائدے کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ اور ان کی ذات بابرکات چونکہ فرقہ پرستی سے بالاتر ہے اس لئے وہ کسی ایسی تحریک میں شریک نہیں ہو سکتے جو کسی ایک فرقہ کے ساتھ مخصوص ہو۔ یا اس کے فائدہ کیلئے جاری کی گئی ہو۔

یہ فریب خوردہ نوجوان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرز عمل سے ان کی بلند نظری، بے تعصبی اور فراخدلی ثابت ہوگی اور وہ ہر فرقہ میں ہر دلعزیزی حاصل کر لیں گے۔ لیکن جب تجربہ کا وقت آتا ہے۔ تو انہیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ اپنی خامکاری کی بدولت اب تک وہ شدید حماقت میں مبتلا تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ اندازہ انھیں کبھی روزمرّہ کی زندگی میں اور کبھی کسی فرقہ وارانہ فساد کے موقع پر ہوتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ وہ بزرگ جو کل تک فرقہ پرستی کے خلاف اُپدیش دیتے اور نہایت آزادانہ خیالات ظاہر فرماتے تھے۔ ایک کٹر فرقہ پرست کی صورت میں اُن کے سامنے ہیں۔ اور زبانِ حال سے فرما رہے ہیں کہ دیکھو "عملی سیاسیات" اس کا نام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی جماعت یا کسی تحریک کے خلاف مسلسل پروپگنڈا کیا جاتا ہے۔ تو لوگ خواہ مخواہ متاثر ہوتے ہیں۔ اور اس کو بُرا سمجھنے لگتے ہیں۔ اسی بنا پر آجکل "فرقہ پرستی" بہت بدنام ہے۔ کیونکہ اُس کے خلاف ملک میں مسلسل پروپگنڈا ہو رہا ہے۔ اور ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ پروپگنڈا وہ لوگ کر رہے ہیں، جو اول درجہ کے فرقہ پرست ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان اس پر غور کریں کہ کیا وہ واقعی فرقہ پرست ہیں۔ اور اُن کی فرقہ پرستی (جیسا کہ کہا جاتا ہے) ہندوستان کی ترقی کی راہ میں حائل ہے؟

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ سمجھ لینے کی ہے کہ ایک **مسلمان کا نصب العین** درحقیقت بہت بلند ہے مسلمان صرف "خدا پرست" ہوتا ہے۔ "وطن پرست" اور "قوم پرست" یا "فرقہ پرست" ہونا ایک مسلمان کے بلند نصب العین سے فروتر ہے۔ اور مسلمانوں کے لٹریچر میں کبھی اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کئے جاتے تھے۔ کیونکہ ایک مسلمان جو قولاً اور عملاً صرف خدا کی پرستش کرتا ہے۔ کبھی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ پرستش کا لفظ "خدا تعالیٰ" کے علاوہ کسی اور موقع کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ یہ لفظ موجودہ عہد کی ایجاد ہے۔ اور ان لوگوں کی ایجاد جو اپنی **غلامانہ ذہنیت** کی وجہ سے ہر چیز کی پرستش کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ اب مسلمان بھی دوسروں کی کورانہ تقلید میں خود مسلمانوں کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرنے لگے ہیں، جو لوگ وطن پرست یا قوم پرست ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ بے شبہ اُن کے لئے آپ یہ لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان کو اس پستی میں اُترنے کی کیا ضرورت ہے،

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک مسلمان "قوم پرست" یا "وطن پرست" نہیں ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ وطن سے محبت نہیں کرتا۔ اور اس کی فلاح و ترقی نہیں چاہتا؟

غالباً کوئی احمق اور بے خبر بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ ایک سچا مسلمان طلب آزادی، جرأت، ایثار اور قربانی میں کبھی کسی سے پیچھے رہا ہے، آخر دنیا کو ان سب چیزوں کی تعلیم کس نے دی ہے؟ کیا دنیا کی وہ تمام قومیں جو آج آزادی کے نعرے لگا رہی ہیں یہ بتا سکتی ہیں کہ اسلام کی تعلیم عام ہونے سے پہلے اُن کے مذہب یا لٹریچر میں اس قسم کی تعلیم یا ہدایت موجود تھی؟ اگر یہ تعلیم دُنیا میں موجود ہوتی تو اسلام کی ضرورت نہ تھی، اسلام اسی لئے آیا کہ دنیا کی مظلوم اور ستم رسیدہ قوموں کو اپنے جیسے انسانوں کی غلامی سے نکال کر آزادی کی نعمت عطا کرے

اسلام اپنے اس عزم میں کامیاب ہوا۔ اور اس کی تعلیم کی بدولت مظلوم انسانوں نے پہلی دفعہ یہ محسوس کیا کہ آزادی اُن کا فطری حق ہے۔ اسلئے وہ بھی دوسروں کی طرح آزاد ہیں۔ اس دنیا کے بسنے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سب سے پہلے ہمارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ کی سرزمین پر نہایت بلند آہنگی سے دنیا کو اپنا یہ آخری پیغام سنایا کہ سب انسان خواہ وہ کسی ملک و قوم سے تعلق رکھتے ہوں برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر بہ حیثیت انسان کوئی فضیلت و امتیاز نہیں ہے۔ البتہ جو کچھ امتیاز ایک کو دوسرے پر ہے وہ پرہیزگاری یعنی عمدہ سیرت اور خصائل کی بنا پر یعنی ایک خوش چلن انسان ایک بدچلن انسان سے مرتبہ میں زیادہ ہے۔

مسلمانوں نے اپنے پیغمبر کے اس فرمان پر عمل کیا۔ اور سارے امتیازات مٹا کر آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ وہ خود بھی آزاد ہوئے اور دوسری قوموں کو بھی آزادی بخشی، تاریخ نے مسلمانوں کے اس کارنامہ کو آج تک محفوظ رکھا ہے۔

یہ تو اسلام کی تعلیم کا شاندار رُخ ہے۔ اب دوسرا رُخ دیکھئے کہ آج بیسویں صدی میں جبکہ آزادی کے نعروں سے دشت و جبل گونج رہے ہیں، خود ہمارے ملک میں یہ حالت ہے کہ لاکھ دو لاکھ نہیں بلکہ کروڑوں انسان جو اسی ملک کے رہنے والے ہیں "اچھوت" اور "شودر" یعنی ذلیل و ناپاک سمجھے جاتے ہیں، اور اسقدر ذلیل کہ جن کے چھونے اور سایہ پڑ جانے سے بھی اونچی ذات والے انسان ناپاک ہو جاتے ہیں، اچھوت بیتاب ہیں کہ کب اس ذلیل و خوار حالت سے نکل کر آزادی حاصل کریں۔ مگر کہنہ رسم و رواج کی زنجیریں اس طرح اُن کے دست و گلو میں پیوست ہو گئیں ہیں کہ وہ آزاد نہیں ہو سکتے۔ لیکن مسلمان نے اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ان **زنجیروں کو توڑ کر پھینک دیا تھا**، اور علی الاعلان کہہ دیا تھا کہ وہ ایام جاہلیت کے کسی رسم و رواج کا پابند نہیں۔ اور آئندہ کسی کا غلام بن کر نہیں رہ سکتا، جس قوم کی یہ تاریخ ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ ہندوستان کی ترقی میں حائل ہے۔ یا غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کر رہی ہے کس قدر ستم ظریفی ہے،

مسلمانوں کو فرقہ پرست اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی قوم کی اخلاقی اصلاح اور فلاح ترقی کے لئے کسی قدر کوشش کر رہے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ دوسری ترقی یافتہ قوموں کی طرح وہ بھی دُنیا میں عزت کی زندگی بسر کریں، اگر اس کا نام فرقہ پرستی ہے۔ تو پھر ہمیں بتایا جائے کہ ہندوستان میں وہ کون سی قوم ہے جو فرقہ پرست نہیں ہے؟ اور اپنی قوم کی فلاح و ترقی کے لئے نہیں بلکہ بربادی و بیخ کنی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

بے شبہ یہ فرقہ پرستی یقیناً معیوب ہے کہ کوئی قوم دوسری قوموں کے حقوق غصب کر کے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرے لیکن مسلمان دوسری قوموں کی حق تلفی نہیں چاہتے۔ خصوصاً موجودہ حالت میں جبکہ وہ علاوہ مالی کمزوری کے اقلیت کی حالت میں ہیں کس طرح یہ جرأت کر سکتے ہیں کہ سرمایہ دار اکثریت کے حقوق غصب کرنے کی کوشش کریں،

ریاست مانگرول کا ٹھیاواڑ میں

جشن سالگرہ سیمین اعلیحضرت نظام دکن و برار خلد اللہ ملکہٗ

حسب الحکم حضور نواب شیخ محمد جہانگیر میاں صاحب بہادر ولیعہد اقبالہ اعلیٰ حضرت سلطان دکن و برار سر میر عثمان علی خاں بہادر دام حشمتہٗ کی سیمیں سالگرہ کا شاندار جشن منایا گیا۔

بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۳۷ء بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں سٹیٹ مفتی مولانا حافظ محمد جمیل صاحب نے حضور نظام سرکار کے ازدیاد اقبال و حشمت اور درازی عمر کی دعا کی۔

۲۰ فروری ۱۹۳۷ء کو ریاست کے تمام مدارس کے طلبہ نے اعلیحضرت نظام سرکار کی درازی عمر و ترقی دولت و اقبال کی دعا کی۔ بعدہٗ ریاست کی طرف سے تمام مدارس کے طلبہ کو شیرینی تقسیم کی گئی اور جشن کی خوشی میں ایک روز کی تعطیل منائی گئی۔ بتاریخ ۲۲ ریاست کی جانب سے حضور سرکار نظام اور شاہی خاندان کو مبارکبادی کے تار ارسال کئے گئے۔

(نامہ نگار ریاست مانگرول)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیت نمبر ۴۷۰۳

میں عبدالغنی ولد مستری محمد الدین قوم بھٹی پیشہ معماری عمر بائیس ۲۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء سکنہ قادیان ڈاک خانہ قادیان تحصیل بٹالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ صرف ماہوار آمدنی پر ہے جو کہ مبلغ ۱۶ء روپیہ ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمدنی کی وصیت ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہوگی تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

العبد:۔ عبدالغنی بقلم خود گواہ شد۔ بقلم خود مستری محمد الدین۔ گواہ شد۔ محمود احمد۔ احمدیہ میڈیکل ہال قادیان

وصیت نمبر ۴۷۰۴

میں صفیہ بیگم زوجہ چوہدری عطا محمد صاحب نائب تحصیلدار حال ملتان عمر قریباً ۴۰ سال تاریخ بیعت سال ۱۹۲۲ء ساکن بہادر پور ڈاک خانہ میانی افغانا ضلع ہوشیار پور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ ماہ دسمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد چار کنال اراضی سفید برائے اغراض سکونتی مالیتی چودہ سو روپیہ واقعہ محلہ دارالعلوم قادیان ہے۔ اور اس مالیت میں میری رقم مہر بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ میرا زیور مالیتی قریباً ڈیڑھ صد روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ اور اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ میں موجودہ جائداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جو رقم میں اپنی عین حیات میں ادا کروں وہ مجرائے وصیت سمجھی جاوے۔

العبد۔ صفیہ بیگم زوجہ چوہدری عطا محمد صاحب ۲۷ ۱۲/۳۶

گواہ شد:۔ عطا محمد خاوند موصیہ ۲۷ ۱۲/۳۶

گواہ شد:۔ اللہ دتا سیکرٹری تبلیغ لائل پور ۲۸ ۱۲/۳۶

وصیت نمبر ۴۶۹۹

میں اللہ بی بی زوجہ چوہدری نبی بخش قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر تقریباً ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن چھور چک ۱۱۷/R.B ڈاک خانہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس وبلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت مبلغ یکصد روپیہ کی جائداد ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ فقط

العبد:۔ نشان انگوٹھا موصیہ اللہ بی بی زوجہ چوہدری نبی بخش چھور چک ۱۱۷ رکھ برانچ ضلع شیخوپورہ

گواہ شد:۔ ڈاکٹر نور احمد میڈیکل آفیسر کھیوہ چک ۱۴۶ رکھ برانچ ضلع لائل پور۔ گواہ شد۔ نبی بخش بقلم خود۔

وصیت نمبر ۴۶۹۸

میں نبی بخش ولد مولاداد قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر تقریباً ۵۰/۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن موضع چھور چک ۱۱۷/R.B ڈاک خانہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت ۱۰ گھماؤں زمین ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں اگر میرے مرنے پر اسکے علاوہ کوئی اور جائداد ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں فقط ۲۸ ۱۲/۳۶

العبد۔ نبی بخش بقلم خود۔ گواہ شد۔ ڈاکٹر نور احمد میڈیکل افیسر کھیوہ چک نمبر ۱۴۶ ضلع لائل پور۔ گواہ شد۔ بقلم خود سلطان علی سکنہ گجو چک ضلع گوجرانوالہ۔

ضروری اطلاع

لاہور کے پنڈت ٹھاکر دت صاحب شرما دید قابل رشک اور مستحق مبارک باد ہیں۔ جن کے ہاتھوں امرت دھارا جیسی دوائی ایجاد ہوئی۔ کوئی شخص آج تک ہم نے یہ کہتے نہیں سنا کہ امرت دھارا غیر مفید ہے۔ کسی مرض پر کسی کو فائدہ نہ کیا ہو۔ ہر ایک اس کو گھر میں اور سفر میں رکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ لاکھوں انسان اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ ناظرین یہ پڑھ کر بہت خوش ہوں گے کہ ایسی روزانہ ضرورت کی چیز ماہ مارچ کے اندر ۲/۳ قیمت پر مل رہی ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پنڈت صاحب صرف امرت دھارا ہی بیچتے ہیں یہ غلط ہے نہیں ہے۔ امرت دھارا کے علاوہ چار پانچ سو ادویات اور بھی تیار ہوتی ہیں۔ اور پنڈت صاحب ایک مشہور مصنف ہیں جن کی قریباً چار درجن کتب ہیں۔ یہ کتب اور ادویات ماہ مارچ میں نصف قیمت پر ملتی ہیں۔ ناظرین کو امرت دھارا وغیرہ کسی چیز کی ضرورت ہو وہ اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

وٹامنز کیا ہیں؟

(از ڈاکٹر امرناتھ صاحب پوری۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایس۔ سی لنڈن)

انسان کی خوراک میں ایک ایسی جزو ہے جس کی مقدار نہایت ہی کم ہے لیکن ایک ایسی جزو ہے کہ اس کے بغیر نشوونما نہیں ہو سکتی۔ سائنسدانوں نے اس کا نام وٹامن رکھا ہے۔ یہ کئی قسم کی ہوتی ہے اور ہر ایک قسم کی اہمیت جداگانہ ہے اور جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

وٹامین اے۔ اس کی کمی سے آنکھ کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور دیگر مختلف اقسام کی بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت جسم میں نہیں رہتی۔ یہ وٹامین دودھ۔ انڈے۔ سبزی۔ ترکاری اور مچھلی کے تیل میں پائی جاتی ہے۔

وٹامین بی۔ یہ وٹامین تقریباً تمام قدرتی غذاؤں میں پائی جاتی ہے۔ دودھ اور سنگترے کے رس میں بھی پائی جاتی ہے۔

وٹامین بی۔ اس کی کمی سے جلد کی بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ تازہ پھلوں اور ترکاریوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ وٹامین پانی میں حل ہو جاتی ہے۔ اگر ترکاریوں کا پانی پھینک دیا جائے تو یہ بے بہا چیز ضائع ہو جاتی ہے۔ اور اگر خوراک باسی ہو جائے تو یہ وٹامین ایک حد تک زائل ہو جاتی ہے۔ وٹامین ڈی۔ اس کی کمی سے بچوں کو رکت کی بیماری ہو جاتی ہے۔ جس سے ان کا جسم سوکھ جاتا ہے اور اعضاء کی نشوونما رک جاتی ہے۔ ہماری جلد کے نیچے ایک ایسی چیز ہے کہ جب اس پر سورج کی روشنی پڑتی ہے۔ تو وہ وٹامین ڈی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس لئے جسم کو ننگا کر کے سورج کی دھوپ سینکنی چاہیئے یہ بہت مفید ثابت ہوگی۔

وٹامین ای۔ یہ وٹامین گندم پھوٹتے ہوئے دانوں اور سبز پتوں پر بہت پائی جاتی ہے۔ یہ قوت مردمی پیدا کرتی ہے اور عورتوں میں بانجھ پن دور کرتی سائنسدانوں کی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ انسان کے لئے صحت بخش غذا وہی ہے جس میں کہ دودھ۔ مکھن۔ انڈے۔ تازہ ترکاریاں اور پھل ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہ مارچ میں امرت دھارا اور اس کے مرکبات ۳/۴ قیمت پر باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر منگوائیں!

دماغ۔ دل۔ جگر۔ گردہ۔ مثانہ۔ معدہ۔ انتڑی۔ طحال۔ پھیپھڑہ۔ آنکھ۔ کان و سینہ۔ اعصاب و خون سب کے واسطے ایک ایک چنی ہوئی دوائی نیچے لکھی جاتی ہے! تفصیل کیواسطے فہرست مفت طلب کریں!!

امرت دھارا کے چھتیسویں سالانہ جلسہ کی خوشی میں

مارچ کے اندر منگوانے سے نصف قیمت پر حاصل کریں!

نوٹ:۔ ماہ مارچ میں جو صاحب روپیہ جمع کرادیں گے۔ ان کو جب تک روپیہ ختم نہ ہوگا اسی رعایتی قیمت پر دوائی ملے گی! مفصل فہرست مفت طلب کریں

مقوی دماغ یہ معجون دل و دماغ دونوں کو طاقت دینے والی ہے۔ مقوی جگر اور مقوی باہ و چشم بھی ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ روپے نصف دو روپے آٹھ آنہ

یاقوتی یہ بھی مقوی دماغ ہے۔ اس میں عنبر کستوری نہ ہونے سے اتنی گراں نہیں۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ

ہردا آرنورس دل کی ہر قسم کی کمزوری۔ دھڑکن۔ چربی دل کے لئے اکسیر ہے۔ نیز جریان۔ احتلام و سستی کو نافع ہے۔ قیمت ۱۶ گولی دو روپے۔

منڈور بٹیکا یرقان۔ سفیدی زگمت۔ پانڈو روگ ضعف جگر وغیرہ کے واسطے اکسیر ہے خون صالح پیدا ہو کر رنگت سرخ ہوتی ہے۔ ویدک کی مشہور دوائی ہے۔ قیمت ۱۶ گولی ایک روپیہ

سنگ تورط پتھری و کنکر گردہ و مثانہ کے واسطے اکسیر ہے۔ بلا تکلیف برسرتہ پیشاب نکل جاتی ہے قیمت فی شیشی دو روپے

مستارن امراض پیٹ و انتڑیوں کو اکسیر ہے نیز درد جگر و درد جگر۔ یرقان۔ درد صلابت معدہ۔ درد شکم۔ طحال۔ بادی گولا۔ بدہضمی۔ قراقر قبض شکم۔ درد پیچ۔ ریح البواسیر وغیرہ کو مجرب ہے۔ قیمت ۲ تولہ ایک روپیہ

دوائی بواسیر ۳/۴ یہ دوائی بواسیر خونی بادی دونوں کو مفید ہے اور عام طور پر صرف اسی سے آرام آجاتا ہے قیمت ۴۰ گولی دو روپے۔ ۲۰ گولی ایک روپیہ

دوائی طحال ۲/۴ یہ دوائی اس وقت دی جاتی ہے۔ جبکہ ہاضمہ کمزور ہو۔ تلی بڑھی ہوئی ہو بھوک کم لگتی ہو۔ قیمت ۲۴۰ گولی دو روپے

چیون پراش اولیہ یہ معجون ویدک کی مشہور ادویات میں سے ہے۔ کھانسی۔ خراش گلو۔ دمہ۔ کمزوری پھیپھڑا۔ تپ دق اور شروعات وغیرہ کے لئے خاص طور پر اکسیر ہے۔ امراض دل اور حق دو یرج کو مفید ہے۔ عقل حافظہ اور خوبصورتی اس سے بڑھتی ہے۔ قیمت فی پاؤ دو روپے۔

نور انجن از حد مقوی بصر۔ ہمیشہ استعمال کرنے والے کو عینک کی ضرورت نہ پڑے گی۔ طالب علم و کلرک وغیرہ اس کا استعمال رکھیں تو آنکھیں کبھی کمزور نہ ہوں گی۔ نمونہ سوا روپیہ۔ قیمت فی تولہ تیس روپے۔ ۲ ماشے پانچ روپے (ص)

کرن تیل کان کی سب امراض کے لئے مفید ہے قیمت ۲ ڈرام ایک روپیہ نمونہ ۴ر

کف کیتورس اس دوائی کے کھانے سے نزلہ و زکام۔ کھانسی بلغمی کو آرام آتا ہے نہایت اعلےٰ چیز ہے۔ قیمت ایک روپیہ نمونہ ۴ر

پائیوریاسٹ پائیوریا بہت خوفناک مرض ہے۔ اس سے نہ صرف دانت کمزور اور خطرناک ہوتے ہیں۔ بلکہ تمام نظام ہی الٹ پلٹ ہو جاتا ہے۔ اس سے دانتوں سے خون اور پیپ آتی ہے دانت ہلنے لگتے ہیں۔ معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اس سٹ میں چار ادویات ہیں۔ جو اس مرض کا علاج ثانی ہیں۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوتا ہے۔ قیمت فی سٹ تین روپے آٹھ آنہ

اکسیر ۳۳/۴ مقوی باہ ہے۔ عورت و مرد کے لیے و ویرج کو شدہ کر کے قابل اولاد بناتی ہے۔ ہر قسم کی درد گنٹھیا۔ نقرس۔ درد کمر کو بھی نافع ہے قیمت ۶۴ گولی چار روپے۔ ۳۲ گولی دو روپے نمونہ ۸ر

سارسارشٹ مرکب

اعلےٰ درجہ کی مصفی خون دوائی ہے۔ پھوڑہ پھنسی۔ داد سیاہ تانبڑی۔ دھپڑ۔ خارش وغیرہ کو دور کر کے جسم کو کندن کی طرح کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے۔ نمونہ ۶ر

خط و کتابت و تار کا پتہ:۔ امرت دھارا مـــ لاہور

المشتہر

منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا (بھون)۔ امرت دھارا سٹرک۔ امرت دھارا ڈاک خانہ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امرت دھارا کے چھتیسویں سالانہ جلسہ کی خوشی میں ماہِ مارچ میں "امرت دھارا" اور اُس کے مرکبات ۳/۴ قیمت پر اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر ملیں گی!

گھر میں رکھنے والی چھ چیزیں جن کا ثانی دوسرا نہیں

یہ سب اخیر مارچ تک ۳/۴ قیمت پر ملیں گی۔ دیگر ادویات و کتب نصف قیمت پر ملینگی۔ نیچے اصل قیمتیں درج ہیں

"امرت دھارا" (رجسٹرڈ)

لاہور کے مشہور و معروف حکیم کوی نود و وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید کی ایجاد ہے جس نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ باقی پانچوں ادویات اس عجیب الاثر دوائی کی ملاوٹ سے تیار کی جاتی ہیں۔ لاکھوں استعمال کرنے والوں میں سے ۴۰ ہزار سے اوپر لکھ کر اپنی رائے بھیج چکے ہیں کہ

امرت دھارا ہر گھر اور ہر جیب میں موجود رہنی چاہئے

یہ ایک ہی دوائی کھانے اور لگانے سے تقریباً کل امراض یا حادثات کا قطعی علاج ہے ہر قسم کی اندرونی و بیرونی درد۔ نزلہ۔ کھانسی۔ زکام۔ دمہ۔ بخار۔ ہیضہ۔ انفلوانزا۔ پلیگ۔ نمونیا۔ چوٹ۔ زخم۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ سانپ۔ بھڑ وغیرہ کا ڈنگ کوئی بیماری نہیں۔ جو یہ دور نہ کرے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنہ۔ نصف ۳/۴۔ نمونہ ۸ر

"امرت دھارا مرہم" (رجسٹرڈ)

بہت سی مدلل جلدی امراض کے دور کرنے والی ادویات کو اپنی مشہور و معروف دوائی امرت دھارا کے ساتھ ملانے سے تیار کی گئی ہے۔ امرت دھارا مرہم میں

کوئی حیوانی چربی شامل نہیں ہے

امرت دھارا مرہم تقریباً تمام جلدی امراض کیواسطے بے نظیر ہے۔ تمام قسم کے زخم۔ چوٹ۔ لگوٹ پھوڑے پھنسیاں۔ خارش۔ داد۔ چنبل۔ ایگزیما۔ چھالے۔ ہاتھ پاؤں کا پھٹنا۔ سوزش جلد۔ جلدی دانے۔ زخم ہائے آتشک۔ مسہ ہائے بواسیر۔ مچھر۔ بھڑ وغیرہ کا ڈنگ۔ آگ یا گرم پانی یا تیزاب وغیرہ سے جلنا سب اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے گہرے زخم اتنی جلدی بھرنے شروع ہوتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے ڈاکٹر حیران رہ جاتے ہیں عجیب مرہم ہے قیمت فی بکس ایک روپیہ (عہ۱)

"امرت دھارا صابن" رجسٹرڈ

اس صابن میں جو خوبی ہے وہ کسی میں نہیں۔ یہ صابن جلدی امراض جیسے داد۔ چنبل۔ پھوڑے۔ پھنسی۔ پتی۔ خارش۔ گرمی۔ دانے۔ کیل۔ چھائیاں وغیرہ کو دور کرتا ہے مگر کالک۔ سپ وغیرہ کی طرح بدبودار نہیں ہے بلکہ روزانہ استعمال کے لئے یہ لاثانی چیز ہے۔ میل کو فوراً دور کرتا ہے چمڑے کو نرم اور خوبصورت بناتا ہے۔ ڈس انفکٹنٹ (جرم کش) اول درجہ کا ہے۔

اس واسطے دونوں میں باہر سے آکر اس سے ہاتھ دھونے چاہئیں!

جب سے ہم نے یہ صابن مشتہر کیا ہے۔ پبلک نے اس کو بہت پسند کیا ہے قیمت تین ٹکیہ کا بکس صرف چودہ آنے۔ فی ٹکیہ ۵ر

"امرت دھارا الور نجر" یعنی امرت دھارا کی ملٹھی کی ٹکیہ (رجسٹرڈ)

ولایت سے پیپرمنٹ کی ٹکیہ وغیرہ برائے فروخت ہندوستان میں آتی ہیں۔ ہم نے امرت دھارا کی ٹکیہ تیار کی ہیں جن کے ذریعے بچے اور نازک مزاج تک بھی امرت دھارا کو نہایت خوشی سے کھا سکتے ہیں۔ آپ جیب میں ہر وقت امرت دھارا ٹکیہ کو رکھ سکتے ہیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ان کے چوسنے سے حسب ضرورت امرت دھارا کا فائدہ ہونے کے ساتھ ساتھ دانتوں اور مسوڑھوں کی امراض۔ بلغم۔ خراش گلو۔ گلے پڑنا۔ کھانسی وغیرہ کو فائدہ ہوتا ہے۔ بچوں کو کہو کہ بدیسی ٹکیہ و گولیاں وغیرہ کھانے کی بجائے ان کو پاس رکھا کریں۔

قیمت فی ڈبیہ ایک سو ٹکیہ ۴ر

"امرت دھارا ام" (رجسٹرڈ)

یہ بام خاص طور پر تمام قسم کی دردوں کے واسطے اکسیر ہے۔ جہاں درد۔ سوجن۔ اینٹھن۔ چیرنا۔ توڑنا۔ کریدنا وغیرہ ہو۔ اس جگہ کے لئے اس سے بڑھ کر آرام دینے والی بام نہ ملے گی۔ گنٹھیا۔ گوٹ۔ درد چھاتی وغیرہ سب میں استعمال ہو سکتی ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ۱)

"امرت دھارا الوشن"

اسکے غرارے کرنے سے منہ و دانت و گلا کی عفونت دور ہوتی ہے اور منہ کی بیماریاں نہیں ہوتیں اگر ہوں تو ہٹ جاتی ہیں۔ دانت مضبوط رہتے ہیں۔ حجامت کے بعد مل لینے سے استرا لگنے کا اثر نہیں ہوتا۔ بالوں پر ملنے سے بال مضبوط رہتے ہیں۔ گلے کی خرابیاں۔ دانتوں کی عفونت۔ گندہ دہنی۔ مچھر وغیرہ کاٹے پر لگا سکتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ

خط و کتابت و تار کا پتہ:
"امرت دھارا" لاہور

المشتہر:
مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا سٹرک۔ امرت دھارا ڈاک خانہ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار اربیل سنگھ صاحب ایم۔ اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں۔

"کہ چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی، دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا، اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں، میں نے پہلے انگریزی میں بھی ترجمہ پڑھا ہے۔ لیکن جو خط اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا ہے۔ وہ پہلے نہیں ہوا تھا اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے، مجھے یقین واثق ہے۔ کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دُور ہو جائینگی۔ خدا آپکو اس محنت کا اجر عظیم دے، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے مجھے ایسا تحفہ دیا۔ جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے"۔

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا لیکن مربی سے ناواقفیت ہونیکی وجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا ترجمہ ارسال فرما کر آپنے میری مدت کے شوق کو پورا کیا ہے، میں کس زبان سے آپکا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے۔ اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجالائے ہیں"۔

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولٹیکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں۔ کہ "گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی۔ کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نُور کی محنت اور عرقریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں۔ تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں، قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے۔ گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے، قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر بامعنی اور بامحاورہ الفاظ ملتے ہیں جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں، مثلاً لفظ انشاءاللہ کو لیجئے، اسکے معنی ہیں مگر اگر اللہ کو منظور ہے تو، یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے۔ جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ انکو میرا یہی جواب ہوتا ہے۔ کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے، مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں آتا۔ میرا ان سب کی خدمت میں مشورہ ہے۔ کہ قرآن شریف کی تعلیم اگر خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اسکا مطالعہ کیا جائے"۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے

اس بارہ میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں، جھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے۔ یہ امر محض مطالعہ ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ، گرنتھ سامنے پڑا ہے پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے، مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو۔ اور کرنیوالا شیخ محمد یوسف ہو۔ تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خدا کرے ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں۔ تاکہ مذہبی کشمکش اور سرشی کا جلد خاتمہ ہو

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہانتک ضرورت تھی۔

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹونس لیتے تھے تاکہ اللہ اکبر کے انظ سے مامون و محفوظ رہیں۔ اور اسکی زد سے بچ جائیں، یہ ترجمہ پڑھ کر اب وہ اخیر تک اذان سن سکیں گے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا، اسکے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی آواز آئی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹونس لیں۔ میں اسوقت گو بے سمجھ تھا۔ مگر اسقدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا۔ کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہوگا۔ جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے۔ جب میں ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو انکی نافہمی پر مجھے رونا آیا ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم، اب شیخ صاحب کی مہربانی کشادہ دلی اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت پوری ہو گئی ہے۔ اب کانوں میں انگلیاں ٹونسنے کی ضرورت نہیں رہی ہر شخص جسمیں تھوڑا سا علم ہو۔ وہ اپنی انکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ یہ سب جہالت کے رنگ ہیں میں بارگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو مامون محفوظ رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"۔

ایڈیٹر صاحب نُور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ کھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہمیر سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نُور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے ۷۲۸ صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔ کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہئے گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا۔ کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے ایڈیٹر صاحب نُور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے۔ کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کیلئے فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنیکا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نُور کی اس اولوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئے۔ کہ وہ اپنی مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کا دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں

میری دیرینہ تمنا بر آئی

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی سری گوردوارہ سنگھ سبھا سمن پورہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مکرم معظم ایڈیٹر صاحب نُور دست سری اکال عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے۔ لیکن بوجہ عربی نہ جاننے کے ہم محروم تھے اتفاق حسنہ سے آپکے ایک قادیانی بھائی کے توسط

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کیلئے ملا جس سے میری دیرینہ خواہش برآئی پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے۔ ہم آپکے ممنون ہیں۔ اور آپکے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھ کر بیحد خوش ہوئے ہیں۔ اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال کہہ دیں۔

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی۔ اے

(فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر ہائی سکول توکلوالہ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہے۔ بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے، جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی، کیونکہ مادری زبان اپنے اندر جو جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے، وہ اظہر من الشمس ہے۔ آج تک کروڑوں مسلمان بھائی قرآن مجید کی تلاوت بلا ناغہ کرتے چلے آتے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ہونگے۔ جنہوں نے اسکی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔ کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونیکے لئے تڑپ رہی تھیں آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر تمن کیا تھا ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنیکے لئے کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑتی قصہ کوتاہ مترجم نے علاوہ ازیں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی، قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے میری دلی تمنا ہے۔ کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے۔"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر

خان پور (ریاست بہاول پور) لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا ہے میں سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے بمگت اُدھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق خدا کے لئے نور خدا کا چشمہ کھولدیا چند روز ہوئے سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان سکھ مسلم اتحاد، مسلمانوں کے احسان سکھوں پر روا نہ کئیں اور میں نے بغور پڑھیں میں نے تقریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے۔ یہ بین حقیقت (Open fact) قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں "سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے۔ دو بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو انکی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں، اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کیسامنے پیش کر کے ایک پرادپکا (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپکو اس سے زیادہ طاقت بخشیں۔" امین۔

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

(سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی) از ٹھٹھہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ "میں آپکے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھ کر نہایت محفوظ ہوا۔ اسکی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپنے کمال محنت سے کام کیا ہے میری پرارتھنا (دعا) ہے۔ کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستکوں (کتب) کا مطالعہ کیا ہے لیکن دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"۔

جناب سردار رسادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خان

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میری دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدیشی بھاشا میں ہونے کیوجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے جس نے میری خواہش کو اسطرح پورا کیا ہے۔ جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے"۔

سردار کروڑا سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹماسٹر

سنگرور (ریاست جیند) لکھتے ہیں۔ کہ "شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمے کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپنے اس مقدس کتاب کا گورمکھی ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"۔

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی

راجہ جنگ ضلع لاہور لکھتے ہیں کہ "میں نے آپکا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے آپنے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو انیت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے۔ دوسرا کیا دیگا؟ یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے سمی ساون کو منگا کر دیا ہے، خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے"۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے اسکے مطالعہ سے انسان کے دل پر روحانی اثر پڑتا ہے۔ اور جس جانفشانی اور محنت سے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ کوئی پڑھنے والا ہی لگا سکتا ہے"۔

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے ساتھ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے"۔ نوٹ:۔ ایک اشد ترین مخالف کے منہ سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن مجید گورمکھی کے ترجمہ کا ہدیہ صرف دو روپے ہے۔ یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۷۲۸۔ کاغذ عمدہ۔ چھپائی نہایت نفیس۔ جلد سنہری گھر کی لاگت پانچ روپیہ۔ تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام ہدیہ دو روپے محصول ڈاک ۱۲ار مختوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلدی درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ یہ سنہری موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ ملنے کا پتہ:

مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان

ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۱۰ کے صرف ۸ محصول ڈاک علاوہ

موٹی کوڑیوں کے موتی

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں بجائے ۱۰ کے صرف ۸ محصول ڈاک علاوہ

حضرت بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جسمیں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) اجنیو (۵) مورتی پوجا (۶) ستونک (۷) اوتار (۸) گورو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، خبری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے، اور اسکے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گرویدہ صاحب دل و جان سے موید تھے مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک رح (۹) حضرت بابا نانک رح کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جسمیں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شائقین اسلام گورو صاحبان کے ہمیشہ حامی و مددگار رہے اور سکھوں کے پانی کی جگہ انہوں نے اپنا پسینہ بہایا اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بنیز چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے، کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ بنظیر کتاب ہے قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے، یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے فخریہ شائع کیا، ضرورت ہے۔ کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت ۵ر محصول ڈاک علاوہ

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے۔ جو گزشتہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اسکا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے چھاپا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین مبلغ ہے قیمت فی کاپی آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص استیاق سے سنا، اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنتھ اور دیگر تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے، تو مسلمانوں سے ہی، سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ ہے قیمت صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) وید و نکی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور بارہ سنگے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزاروں اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت اکیس روپیہ آٹھ آنہ محصول ڈاک علاوہ

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کی وبا کی آندھی چلی تھی۔ اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی اسکی تاثیر اور قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار، ریاست، وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی میں بھی ترجمہ کیا، اب مزید اضافہ کے ساتھ چھپ گئی ہے پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے کاغذ، لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے قیمت غیر مجلد چھ آنے جو تقریباً اصل لاگت ہے ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم

گورو کی بانی (گورمکھی میں)

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس ایک آنہ ہوتی ہے، کو اکٹھا خریدنے والوں سے صرف دو روپے آٹھ آنے لئے جائیں گے محصول ڈاک علاوہ

مانیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

زیر اجازت ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور سے شائع کیا گیا
زیر اجازت ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور سے شائع کیا گیا